

مَوْتٌ اور بیماری کا بیان

عِيادت کے مسائل و آداب

مریض کو پوچھنے کے لیئے جانے اور اس کا حال معلوم کرنے کو عیادت کہتے ہیں، مریض کی عیادت کرنا مستحب ہے اور جس مریض کو کوئی عزیز اور رشته دار نہ ہو جو اس کی دیکھ بھال کر سکے تو ایسے مریض کی تہارداری مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے، میں اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کا بڑا اہتمام فرماتے نہ صرف مسلمانوں کی عیادت فرماتے بلکہ غیر مسلموں کی عیادت کے لیے بھی تشریعت لے جاتے، آپ نے عیادت کی بڑی اہمیت اور فضیلت بیان فرمائی ہے اور مسلمانوں کو اس کی تاکید کرتے ہوئے اس کے پچھے آداب بھی بتائے ہیں،

① آپ نے عیادت کی ترغیب دیتے ہوئے اس کی اہمیت و فضیلت یوں واضح فرمائی ہے:

• قیامت کے روز خدا فرمائے گا،

”اے آدم کے بیٹے! میں بیمار پڑا اور تو نے میری

عیادت نہیں کی؟“

بندہ کہے گا:

”پروردگار! آپ ساری کائنات کے رب ہے بھلامیں

آپ کی عیادت کیسے کرتا ہے؟“

خدا ہے گا:

”میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تو تو نے اس کی عیادت
نہیں کی، اگر تو اس کی عیادت کو جاتا توب محسے وہاں پاتا ہے۔
• ”جب کوئی بندہ اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا
ہے یا اس سے ملاقات کے لیئے جاتا ہے تو ایک پکار نے
والا آسان سے پکارتا ہے، تم بڑے مبارک ہو، ہمارا رہنا
مبارک ہے تم نے جنت میں اپنے پئے ٹھکانا بنایا۔

② مریض کے پاس بیٹھ کر اس سے تسلی تشنی کی باتیں کی جائیں۔
صبر و شکر کی تلقین کی جائے اور اس کا ذہن اس کی طرف متوجہ کیا جائے
کہ بیماری بھی دراصل خدا کی رحمت ہے، اس لیے کہ مومن کو معمولی سے
معمولی ہو تکلیف بھی پہنچتی ہے وہ اس کی گوتا ہیوں کا کفارہ بنتی ہے
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مریض کے پاس تشریف لے جائے تو دریافت
فرملات،

سیف تبھدلو۔

”کہیے طبیعت کیسی ہے؟“

پھر تسلی دیتے اور فرماتے:

لَا يَأْسَ طَهُورٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مَا

”غمرا نے کی بات نہیں خدا نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں

سے پاک کرنے کا سبب ہے گی۔“

حضرت ابو سعید رضی کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

لہ مسلم۔

لہ ترمذی۔

فرمایا:

”مسدان کو جو بھی مصیبت ہو، جو بھی بیماری، جو بھی پریشانی، جو بھی کڑھن، جو بھی رنج، جو بھی افیت اور جو بھی غم و اندوه پہنچتا ہے، یہاں تک کہ کاشا بھی چھپتا ہے تو خدا اس کے سبب اسکے لگناہ مٹا دیتا ہے“^۱
اور حضرت ابو سید خاں کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب تم کسی مريض کی عيادت کو جاؤ تو اسکی ہدایتِ محل کے پارے میں اس کا غم خلط کرو اور تسلی تشغی کی باتیں کرو۔ اگرچہ تھماری ان ماقوں سے قضا تو نہیں مل سکتی لیکن مريض ضرور خوشی محسوس کرے گا“^۲

(۲) مريض کے پاس بیٹھ کر اس کے لئے دعائے خیر کرنا بھی سنون

ہے۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ ہم میں سے جب بھی کوئی شخص بیمار پڑتا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا داہنا ہاتھ اس کے جسم پر پھیرتے، اور دعا فرماتے: *أَذْهِبِ الْبُأْسَ رَبِّ التَّائِسِ وَاشْفِ أَنْكَ*
الشَّافِيٌّ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءٌ لَكَ شِفَاءٌ لَا يَفَادُ
سَقَمَكَ^۳

لہ بخاری، مسلم۔

لہ جامع ترمذی، ابن ماجہ۔

لہ بخاری، مسلم۔

”اے انسانوں کے پور دگار! اس مریض کا دکھ دور کرنے
اس کو شفادے۔ تو، ہی شفادی بنے والا ہے، شفادینا تو
تیرا، ہی کام ہے ایسی کامل شفا عطا فرمائے بیماری کا نام و
نشان نہ رہے۔“

③ مریض سے اپنے لئے بھی دعا کرنا فی چاہیئے، اس لئے کہ
مریض کی حالت میں اس کا دل خدا کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے۔ حدیث
میں ہے:

”جب تم کسی مریض کی عبادت کو جاؤ تو اس سے اپنے
لئے بھی دعا کی دلخواست کرو۔ مریض کی دعا ایسی ہے جیسی
فرشتوں کی دعائیں“ (فرشتنے خدا کی مرضی پاکر، ہی دعا کرتے
ہیں اور ان کی دعا قبول ہوتی ہے۔)

④ مریض کے پاس زیادہ بیٹھنا مناسب نہیں، ہاں اگر کسی
وقت محسوس ہو کہ مریض کی خواہش ہے اور اس کو تشنی ہو رہی ہے
تو کوئی مضائقہ نہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ:
”مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھنا اور شور و
شب نہ کرنا مسنون ہے۔“

⑤ غیر مسلم کی عبادت کرتے وقت موقع پاکر حکمت کے ساتھ
ایمان و اسلام کی طرف متوجہ کرنا چاہیئے۔ بیماری میں دل نرم ہوتے
ہیں۔ اور حق کو قبول کرنے کا جذبہ بھی نسبتاً زیادہ بیدار ہوتا ہے۔

لہ ابن ماجہ۔

لہ بنخاری۔

حضرت انسؑ کہتے ہیں کہ ایک یہودی رجہ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار پڑا تو جبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کو کئے۔ آپؑ اس کے سر برانے بیٹھے، پھر اس سے کہا:

”دین حق قبول کرو“

رجہ کا اپنے باپ کا منہ ملکے لگا بجو وہیں موجود تھا، باپ نے کہا:

”ابوالقاسم کی بات نہان لے“
چنان پنځہ رجہ کا مسلمان ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے اس کے گھر سے نکلے،

”اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس لڑکے کو جہنم سے بچا لیا۔“

قرب المرگ کے احکام و آداب

① جب ایسی علامات ظاہر ہونے لگیں جس سے ظاہر ہو کہ مریض کا آخری وقت ہے تو اسکو دارہ نی کروٹ پر اس طرح لٹانا کہ اس کا منہ قبلے کی طرف کرنا اور سر اوپنچا کر دینا بھی مسنون ہے اور اگر ایسا کرنے میں بھی رحمت ہو تو پھر مریض کو جس طرح سکون ملنے اسی حالت پر چھوڑ دیں۔

② مریض کے پاس بیٹھ کر سکون کے ساتھ کلمہ طیبۃ لا الہ الا اللہ پڑھتے رہیں یہیں مرنے والے سے پڑھنے کے لئے نہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جان کنی کے نازک وقت میں انکار کر دے یا بدحواسی میں کوئی

لہ بخاری۔

اور نامناسب بات زبان سے نکال بیٹھے اور مریض جب ایک مرتبہ
کلمہ پڑھنے تو پھر خاموش ہو جانا چاہیئے ہاں اگر پھر مریض دنیا
کی کوئی بات کرے تو پھر تلقین کرنا چاہیئے تاکہ اس کا آخری کلمہ،
کلمہ طیبہ ہو۔ مریض کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا مستحب ہے بنی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”مرنے والوں کو کلمۃ لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو“^{لہ}

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص کا آخری کلام ”لا الہ الا اللہ“ ہو وہ

جنت میں جائے گا۔“^{لہ}

② جان کنی کے وقت مریض کے پاس سُورۃ قیسین پڑھنا بھی
مستحب ہے۔

آپ نے فرمایا:

”تم اپنے مرنے والوں پر سُورۃ قیسین کی تلاوت کیا کرو“^{لہ}

③ آخری وقت میں مرنے والے کے پاس صالح اور خدا
trs لوگوں کا بیٹھنا بھی ہمتر ہے کہ خدا ان کی برکت سے رحمت فرمائے
ہے۔

④ مرض الموت میں مریض کے پاس خوشبو وغیرہ سلکانا بھی مستحب
ہے۔

لہ مسلم۔

لہ ابو داؤد،

لہ ابو داؤد، ابن حجر۔

لہ فتاویٰ عالمگری۔

④ جان نکلنے کے بعد اس کی آنکھیں نہایت فرمی کے ساتھ بند کر دیں، اور اس کا منہ کپڑے کی ایک پٹی سے پاندھ دیا جائے۔ پٹی پاندھ کا طریقہ یہ ہے کہ پٹی شمودی کے نیچے سے اوپر کی طرف لے جائی جائے اور سر کے اوپر دونوں سروں میں گردہ نگادی جائے۔ اور میت کے ہاتھ پیر سیدھے کر دیئے جائیں۔

آنکھیں بند کرنے وقت یہ دعا بھی پڑھ لینی چاہیئے:

اللَّهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ أَمْرَكَ وَسِّعْلَ مَا بَعْدَكَ وَأَسْعِدْنَاهُ بِلِقَاءَكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ إِلَيْهِ خَيْرًا مَتَّا خَرَجَ عَنْكَ

”اے اللہ اکلی مشکل کو آسان فرمادے، اور اس کو سہولت عطا فرمادے۔ ان معاملات میں جو اس کے بعد پیش آئے ولے پیں اور اس کو اپنے دیدار سے مشرف فرمادے، اور اس کے شکرانے کو جہاں یہ جا رہا ہے اس کے حق میں بہتر بنادے۔ اس شکرانے سے جہاں ہے یہ رخصت ہو رہا ہے۔“

⑤ عزیزوں کے مرنے پر رنج اور صدمہ تو فطری بات ہے جو ہونا ہی چاہیئے۔ اسی طرح آنسو ڈپک پڑنا بھی فطری بات ہے، لیکن یعنی کر کے رونا، یا منہ پیننا یا اگر بیان پھاڑنا ہرگز صحیح نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے۔

⑥ مرنے کے بعد شکوہ شکایت کی باتیں زبان پر لانا یا اپنے آپ کو کو سنا اور اپنے حق میں بد دعا نہیں کرنا ہرگز صحیح نہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”اپنے حق میں ہمیشہ دعا ہی کیا کرو اس لیئے کہ تم جو

دعا کرتے ہو فرشتے اس پر آمیں بکھتے جاتے ہیں ۱۰
 ۹ مرنے والے کو اپنے القاظا میں یاد کرنا چاہیئے۔ اگر کچھ برائیاں ہوں بھی تو ان سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف خوبیوں پر بُنگاہِ رکھنی چاہیئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”اپنے مردود کی خوبیاں بیان کرو۔ اور ان کی براویوں

سے زبان کو بند رکھا کرو“ ۱۱

غسلِ میت کے احکام

۱ موت کے بعد میت کے غسل اور تجھیز و تکفین میں تاخیر نہ کرنی چاہیئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے کہ تجھیز و تکفین میں جلدی کرو۔ یہ مناسب نہیں کہ کسی مسلمان کی میت دیر تک گھروالوں کے درمیان رہے۔

۲ میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے، اگر کوئی میت لاواڑ ہو تو اس کے غسل کی ذمہ داری اجتماعی طور سے مسلمانوں پر ہے، اگر غسل دیئے بغیر کوئی میت دفن کر دی جائے تو وہ سارے، ہی مسلمان گھنگاڑ ہوں گے جن کو اس کا علم تھا اور انہوں نے غسلت بر قی۔

۳ اگر میت غسل دیئے بغیر قبر میں اتمار دی گئی۔ لیکن ابھی اس پر مٹھی نہیں ڈالی ہے۔ تو اس کو نکال کر غسل دینا ضروری ہے۔ یاں

لے مسلم۔

لے ابو داؤد۔

لے ابو داؤد۔

اگر مٹی ڈال دی گئی ہو تو پھر نہ نکانا چاہیے۔

۳) اگر میت کا کوئی عقنو خشک رہ جائے تو اور کفن ہینے کے بعد یاد آئے تو کفن کھول کر دھو دینا چاہیے ہاں اگر کوئی معمولی سا حصہ خشک رہ جائے مثلاً کوئی انگلی خشک رہ گئی یا اس کے بعد کوئی اور حصہ خشک رہ گیا تو اس صورت میں کفن آنارے اور دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔

۴) میت کو ایک بار غسل دینا فرض ہے اور تین بار غسل دینا منسوخ ہے۔

۵) میت کو وہی شخص غسل دے سکتا ہے، جس کے لیے میت کا دسختنا جائز ہو، بہذا مرد عورت کو اور عورت مرد کو غسل نہیں دے سکتے۔ البتہ یہوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے، اس لیے کہ عورت کے وقت تک وہ مرنے والے شوہر کے نکاح میں سمجھی جائے گی۔ لیکن شوہر کے لیے اپنی عورت کو غسل دینا جائز نہیں اس لیے کہ عورت کے مرتے ہی نکاح ختم ہو گیا۔

۶) نابان لڑکی اور لڑکے کو عورت اور مرد دونوں غسل دے سکتے ہیں۔

۷) اگر میت کا کوئی عزیز ہو تو بہتر ہی ہے کہ وہ خود غسل دے، اور اگر وہ غسل دینے کا طریقہ نہ جانتا ہو تو پھر کوئی بھی صالح اور پرہیزگار آدمی غسل دے سکتا ہے۔

۸) کوئی بچہ پیدا ہوتے ہی مر جائے تو اس کی میت کو غسل دینا فرض ہے، اور اگر مرا ہوا پیدا ہو تو اس کو غسل دینا فرض تو نہیں

لہ اہل حدیث کے نزدیک شوہر کیلئے اپنی یہوی کو غسل دینا جائز ہے۔

ہے۔ لیکن بہتر ہی ہے کہ اس کو بھی غسل دیا جائے۔
غسل میت کا مسنون طریقہ

میت کو تختے پر لٹا کر اس کے کپڑے آتا رہیے جائیں اور ایک
کپڑا ناف سے لے کر زانوں تک ڈال دیا جائے، تاکہ شرم گاہ پر نگاہ نہ
پڑے، پھر ہاتھوں پر کپڑا اور غیرہ لبیٹ کر میت کو استنجا کرایا جائے،
پھر وضو، اور وہ اس طرح کہ پہلے چہرہ دھلا دیا جائے پھر کہیوں سمیت
دو ٹوں ہاتھ، پھر مسح اور پھر دو ٹوں پاؤں، منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالا
جائے، یہ چائے ہے کہ روپیٰ ترکر کے دانتوں مسوزھوں پر اور ناک
میں پھیر دی جائے ہاں اگر موت حالتِ جذابت یا حالتِ حیض و نفاس
میں ہوئی ہو تو پھر ایسا کرنا ضروری ہے پھر ناک منہ اور کافوں میں معقیٰ
وغیرہ بھردی جائے تاکہ پانی اندر نہ پہنچے، پھر سرد ہو دیا جائے ہمیں
کملی یا صابن وغیرہ جو چاہیے اس سقّال کریں۔ پھر میسھد کو باہیں کروٹ
لٹا کر بیری کے پتے پڑا ہوا پانی نیم گرم حالت میں تین مرتبہ سر سے
پاؤں تک اتنا ڈالیں کہ باہیں کروٹ تک ہٹج جائے، پھر دارجی
کروٹ لٹا کر اسی طرح تین مرتبہ پانی ڈالا جائے، پھر میت کو اپنے چہم
کا ہمارا دے کر ڈرا بھایا جائے، اور آہنگ آہستہ اس کے شکم
کو مٹلا جائے اگر کچھ غلاظت وغیرہ نکلے تو صاف کر دی جائے،
مگر وضو اور غسل دوبارہ نہ کرایا جائے پھر باہیں کروٹ لٹا کر کافور
پڑا ہوا پانی تین بار بھا دیا جائے اور بدک بھی کپڑے سے پوچھ دیا
جائے۔

کفن کے مسائل

① میت کو غسل دینے کے بعد کپڑے سے اس کا جسم پوچھ

کر خلک کر دیں اور اس کے بعد اس کو کفن پہنادیں۔
۲ میت کو کفن دینا فرمہ لگایا ہے۔

۳ کفن کے مصارف کی ذمہ داری ان لوگوں پر ہے جو زندگی
میں میت کے کھلی رہے ہوں البتہ جس میت کا کوئی کھلی در رہا ہو،
اور خود میت نے بھی کچھ مال نہ چھوڑا ہو، تو اس کا کفن تمام مسلمانوں
پر بھیثیت مجموعی فرض ہے، چاہے کوئی ایک شخص مصارف کے
ذمہ داری لے یا پاہم چندہ کر کے کفن ہمیا کریں۔
۴ باخ و ناباخ اور اسی طرح محرم اور حلال سب کا کفن بھائیا

ہوتا ہے۔
۵ کفن کے لیے وہی کپڑے استعمال کیئے جائیں جن کا پہننا
میت کے لیے زندگی میں جائز تھا، خواتین کو رشی یا رنگیں کپڑے
کا کفن وہیں جائز ہے۔ لیکن مرد کے لیے خالص رشی کپڑے کا کفن اور
اور اسی طرح زعفرانی رنگ کا کفن نہ دیا جائے۔

۶ زیادہ قیمتی کپڑے کا کفن بنانا مکروہ ہے، اور زیادہ گھٹیا
اور معولی کپڑے کا کفن بھی نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ زندگی میں میت جس
سیار کا کپڑا پہنتا رہا ہے اسی میمار کا کفن ہونا چاہیے۔

۷ کفن سفید کپڑے کا وہیں بہتر ہے، چاہے کپڑا نیا ہو یا پرانا
ہو۔

۸ بعض لوگ زندگی میں اپنے کفن کا انتظام کر لیتے ہیں۔ اس
میں کوئی قباحت نہیں البتہ زندگی میں اپنی قبر کھدو اکر تیار رکھنا مکروہ
ہے۔

۹ مرد کے کفن میں تین کپڑے مستوفی ہیں:
۱۔ کفنی ۲۔ ازار ۳۔ چادر۔

کفن یا کڑہ گھے سے لے کر پاؤں تک ہونا چاہیئے۔ ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہونا چاہیئے اور چادر اس سے ایک ہاتھ بی بی ہو تاکہ سر اور پاؤں دونوں طرف سے باندھی جاسکے، واضح رہے کہ کفن یا کڑتے میں، آستین یا کلی نہ ہونا چاہیئے۔

(۱۰) عورت کے کفن میں پانچ کپڑے مسنون ہیں:

۱۔ کفن یا کڑتہ ۲۔ ازار ۳۔ سر بند ۴۔ سینہ بند ۵۔ چادر۔
کفن گھے سے لے کر پاؤں تک ہونا چاہیئے اور اس میں گھے یا آستین نہ ہو۔ آواز سر سے لے کر پاؤں تک ہونا چاہیئے اور چادر اس سے ایک ہاتھ بی بی ہونی چاہیئے۔ سر بند تین ہاتھ لمبا ہونا چاہیئے ہو سر سے اڑھا کر چہرے پر ڈال دیا جائے، باندھا یا پیٹا نہ جائے، ہینہ بند، سینہ سے لے کر راؤں تک لمبا ہو اور اتنا چوڑا کر بند ہو سکے۔

(۱۱) کسی وقت مسنون کفن میسر نہ ہو تو پھر مرد کے لیئے دو کپڑے، ازار اور چادر، اور عورت کے لیئے تین کپڑے ازار، چادر اور سر بند بھی کافی ہے، اور یہ بھی میسر نہ ہو تو پھر جتنا کپڑا ہمیاں ہو سکے وہی کافی ہے اور بدک کا جو حصہ کھلا رہ جائے اس کو گھاس پوس سے پھپا دیا جائے۔

(۱۲) کوئی بچہ مرا ہوا پیدا ہو یا حمل ساقط ہو جائے، تو اس کو کسی صاف سفرے کپڑے میں پیٹ کر دفن کر دینا چاہیئے۔ اس کو اوپر کی تفصیل کے مطابق مسنون کفن دینا ضروری نہیں۔
کفن پہنانے کا طریقہ

مرد کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کفن کی چادر کسی تخت دغیرہ پر بچھا دی جائے، چادر کے اوپر ازار بچھا دیا جائے، اور میت کو کفن پہنا کر ازار پر لٹا دیا جائے، اور ازار کو اس طرح پیشیں

کہ اس کی داہنی جانب کا سرا بائیس جانب کے اوپر رہے، یعنی پہلے بائیس جانب سے پیشیں، پھر داہنی جانب سے اوپر پھر اسی طریقے کے مطابق چارہ کو بھی پیش دیں۔

عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کفن کی چادر کسی تنخ وغیرہ پر بچا دیں، اور اس کے اوپر ازار، پھر عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بالوں کے دو حصے کو دی شے جائیں، اور دایم بائیس کفنی کے اوپر سے یہ نے پر ڈال دی شے جائیں، پھر سر بند یا دوپٹہ سر سے آڑا کر منہ پر ڈال دیں، نہ باندھیں اور نہ پیشیں، اس کے بعد میت کو ازار پر لٹا کر پہلے ازار اور پر کے قاعدے کے مطابق اس طرح پیشیں کہ داہنی جانب کا کنارہ اوپر رہے پھر اسی طریقے کے مطابق سینہ بند کو پیش دیں اور پھر چادر پیش کر کسی دھنی سے سر اور پاؤں کی طرف کفن کو باندھ دیں، اور کمر کے پاس بھی باندھ دیں کہ ہوا سے راستے میں گھل نہ جائے۔

نمازِ جنازہ کا بیان

نمازِ جنازہ میست کے لیئے خدا نے رحمی و رحم سے دعا ہے اور کوئی بھی دعا جب مسلمان جمع ہو کر کرتے ہیں تو اس اجتماعیت کے برکت سے دعا میں رحمتِ الہی کو متوجہ کرنے اور شرفِ قبولیت پانے کی زبردست تاثیر اور خاصیت پیدا ہو جاتی ہے، اس لیے جنازے کی نماز میں جتنے زیادہ لوگ شریک ہو سکیں بہتر ہے، لیکن مغض اس غرض سے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ شریک ہو سکیں نماز میں تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

نمازِ جنازہ کا حکم

نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے اس کی فرضیت کتاب و سنت سے ثابت ہے، اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

نمازِ جنازہ کے فرائض

نمازِ جنازہ میں دو فرض ہیں:

- ۱۔ چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا، ہر تینجیساں ایک رکعت کے قائم مقام ہے اور نمازِ جنازہ میں روغ و سجود وغیرہ کچھ نہیں ہیں۔
- ۲۔ قیام کرنا۔ کسی عذر کے بغیر پیش کر نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں اسی طرح سوادی کی حالت میں بھی کسی عذر کے بغیر نمازِ جنازہ جائز نہیں۔

نمازِ جنازہ کی سنتیں

نمازِ جنازہ میں تین سنتیں ہیں:

۱۔ خدا کی حمد و شکر نہ۔

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔

۳۔ میت کے لیے دعا کرنا۔

نمازِ جنازہ کا طریقہ

نمازِ جنازہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ مقتدیوں کی تین صفیلیے بنادی جائیں اور میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو جائے اور سب لوگ نمازِ جنازہ کی نیت کریں (میں نے نیت کی کہ نمازِ جنازہ پڑھوں جو خدا کی نماز ہے اور میت کے لیے دعا ہے)۔

پھر اسند اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کاںوں تک اٹھائیں اور پھر دوسری نمازوں کی طرح باندھ لیں، اور شناور پڑھیں وہ

سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَسَّرَكَ أَسْمَكَ

وَتَعَالَى جَدَّكَ وَجَلَّ شَارِكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ لَهُ

لہ اگر لوگ بہت زیادہ ہوں تو پھر زیادہ صفیلیں نالی جائیں مگر صفوں کی تعداد طلاق ہے اور اگر افراد امام کے علاوہ چھ ہوں تب بھی مستحب یہ ہے کہ تین صفیلیں بنائی جائیں۔ پہلی صفت میں تین افراد، دوسری میں دو اور تیسرا میں ایک (ردا الخثار، علم الفقہ، جلد ۲)۔

سنن البی داؤد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے وہ

«جس میت پر تین صفیلیں نمازِ جنازہ پڑھوں وہ سمجھ دیا جاتا ہے»

لہ اسے اللہ تو پاک و برتر ہے اپنی حمد و شکر کے ساتھ، اور تیرانام خیر و نکحت والالہ ہے، اور تیری بزرگی اور رانی بہت بلند ہے اور تیری (باقی جا شیر صفحہ ۶۵۴ پر)

شناور پڑھنے کے بعد پھر تجھیر کہیں لیکن ہاتھو نہ اٹھائیں۔
پھر درود شریف پڑھیں، اور ہتریہ ہے کہ وہی درود پڑھیں جو
نماز میں پڑھا جاتا ہے لیے
پھر ایک بار تجھیر کہیں لیکن ہاتھو باندھے رہیں اور اس بار میت
کے لیئے مسنون دعا پڑھیں۔

اور پھر چوتھی بار تجھیر کہیں اس بار بھی ہاتھو نہ اٹھائیں، اور تجھیر
کہہ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں (امام بلند آواز سے تجھیریں کہے
اور مقیدی آہستہ آواز سے)۔

بانخ میت کی دعا

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَيْتَنَا وَمَيْتَنَا وَشَاهِدَنَا وَغَائِبَنَا
وَصَغِيرَنَا وَكَبِيرَنَا وَذَكَرِنَا وَأَثْنَانَا اللَّهُمَّ مَنْ
أَحْيَيْتَنَا مِنْتَأْمَنًا فَاحْيِهْ مَعَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ قَوْفَيْتَنَا
مِنْتَأْفَتَقَهَا عَلَى الْإِيمَانِ لِهِ

”اے اشدا، ہمارے زندگیں، ہمارے مردوں کے،
ہمارے ان لوگوں کو جو حاضر ہیں اور ان کو جو غائب ہیں،
ہمارے چھوٹوں کو، ہمارے بڑوں کو، ہمارے مردوں کو،
ہماری عورتوں کو تو بخش دے، اے اشدا، ہم میں سے جس کو
کو قوزنہ رکھو اور جس کو قوموت دے تو اس کو ایسا کے
ساتھ نوت دے“

(نقیب ساز شمس الدین کا) تصریف بڑی عظمت والی ہے اور تیرے سہوا کوئی مجبو نہیں
لگو درود شریف مسلسل پر دریکھئے۔
”تَمَذِي مَنْ أَلَّى تُبَرِّرْ“

نابالغ میت کی دعا

اگر نابالغ لڑکے کی میت ہو تو یہ دعا پڑھی جائے۔

**اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا فَرَطًا وَاجْعَلْنَا لَنَا أَجْرًا
وَذُخْرًا وَاجْعَلْنَا لَنَا شَافِعًا وَمُشْفِعًا۔**

اور اگر نابالغ لڑکی ہو تو یہ دعا پڑھی جائے:

**اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْنَا لَنَا أَجْرًا
وَذُخْرًا وَاجْعَلْنَا لَنَا شَافِعًا وَمُشْفِعًا۔**

”اے اللہ! اس بچے کی پیشی کو ہماری نجات و آسائش
کے لئے آگے جانے والا بنا، اور اس کی جدایی کے صدر کو
ہمارے لئے باعثِ اجر و ذیرہ بنا اور اس کو ہماری ایسے
شفاعت کرنے والا بنا جو قبول کر لی جائے“

جس شخص کو نمازِ جنازہ کی یہ دعائیں یاد رہوں وہ صرف یہ کہہ

لے

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمَنَاتِ لِهِ

اور اگر یہ بھی یاد رہے ہو تو صرف چار تبحیریں رہی کہہ لے تب بھی
نماز ہو جائے گی۔

یہ بڑی محرومی اور عبرت کی بات ہے کہ مسلمان اپنے عزیزوں
اور رشتہ داروں کی نمازِ جنازہ میں بھی شرکیت ہو سکیں اور اجتماعی طور
پر اس دعائے مغفرت کی سعادت سے بھی محروم رہیں، کبھی ناپاکی کا
عذر کریں اور کبھی نمازِ جنازہ نہ جانتے کا، دوسروں کے سامنے جنازہ
رکھ کر ان سے تو نمازِ جنازہ پڑھنے کی خاموش درخواست کریں اور

لے اے اللہ! تو سارے مومن مردوں اور ساری مومن عورتوں کی مغفرت فرمادے۔

اور خود دور کمرٹے تماشا دیکھتے رہیں۔

جنائز سے متعلق مسائل

① نمازِ جنازہ میں جماعت شرط نہیں ہے اگر ایک شخص بھی نمازِ جنازہ پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور بالغ ہو یا نابالغ ہو لیکن جنازے کی نماز میں اہتمام کے ساتھ شریک ہونا چاہیئے اس لیے کہ فی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ میں شرکت کو مسلمان میت کا حق قرار دیا ہے لیکن

② نمازِ جنازہ ان مساجد میں پڑھنا مکروہ ہے جو پنج وقتہ نمازوں کے لیے بنائی گئی ہیں اور اسی طرح ان مساجد میں بھی مکروہ ہے جو نمازِ جمعہ اور عیدین کے مقصد سے بنائی گئی ہیں ہاں جو مسجد خاص طور پر نمازِ جنازہ ہی کے لیے بنائی گئی ہوں ان میں نمازِ جنازہ مکروہ نہیں۔

③ اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر ایک جنازے کی نماذگ ایک پڑھانی جائے، اور یہ بھی جائز ہے کہ سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھ لی جائے، اور بہتر یہ ہے کہ سب جنازے ایک ہی لامع میں اس طرح رکھے جائیں کہ سب کے سر شمال کی جانب ہوں اور پیر جنوب کی جانب، اور امام اپنے سے قریب والے جنازوں کے سینہ کے مقابلے میں کھڑا ہو جائے تو سب جنازوں کا سینہ مقابلے میں رہے گا۔

لہ ملم الفقه بحوالہ درختار، دارالمختار وغیرہ۔

لہ مسلم۔

③ جنازے کی نماز ان تمام چیزوں سے فاسد ہو جائے گی جن چیزوں سے دوسری نمازیں فاسد ہو جاتی ہیں، البتہ جنازے کی نماز قبیلہ مارکر ہنسنے سے فاسد نہ ہوگی اور اگر مرد کے برابر یا سامنے کوئی خاتون کھڑی ہو جائے تو اس سے بھی فاسد نہ ہوگی لے

④ اگر کوئی شخص جنازے کی نماز میں تاخیر سے پہنچا، جب کہ کچھ مبکری ہو چکی تھیں تو وہ آتے رہی یا کایک امام کے ساتھ شامل نہ ہو جائے بلکہ انتظار کرے، جب امام مبکر کے تو یہ بھی مبکر کہہ کر نماز میں شامل ہو جائے گے، اور اس کی یہ مبکر، مبکر تحریک یہ بھی جائے گی پھر جب امام سلام پہنچے تو یہ شخص مسبوق کی طرح اپنی چھوٹی ہوئی مبکری کہہ کر اپنی نماز پوری کرے۔

⑤ اگر کوئی شخص حدیث اصغر یا حدیث اکبر کی حالت میں ہو اور یہ خوف ہو کہ وہ یا غسل کرنے میں نماز جنازہ نہ مل سکے گی تو ایسی صورت میں تمیم کر کے جنازہ میں شریک ہو جانا جائز ہے ایسے کہ نماز جنازہ کی قضا نہیں ہے۔

⑥ جنازے کی نماز پڑھانے کا سب سے زیادہ مستحق راسلامی حکومت کا سربراہ ہے وہ نہ ہو تو پھر اس کا مقرر کیا ہوا شہر کا حکمران ہے، یہ لوگ نہ ہوں تو پھر شہر کا قاضی نماز پڑھائے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کا نائب پڑھائے، اور جہاں یہ سب ذمہ دار موجود نہ ہوں تو پھر حلقہ کا امام پڑھائے، لیکن اسی صورت میں کہ جب میت کے قریبی عزیزوں میں کوئی شخص علم اور تقویٰ کے لحاظ سے اس امام سے افضل نہ ہو ورنہ قریبی عزیز اور ولی، ہمی جنازہ پڑھانے

کا زیادہ مستحق ہے اور پھر جس کو بھی ولی اجازت دے وہ نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے۔

۸ نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد فوراً جنازہ قبرستان لے جانا چاہیئے۔

۹ میت اگر چھوٹے بچے کی ہو تو اس کو ہاتھوں پر اٹھا کر قبرتک لے جائیں، تھوڑی دیر ایک شخص اٹھائے پھر دوسرا اسی طرح باری باری بدلتے ہوئے لے جائیں۔

۱۰ میت اگر بڑے آدمی کی ہو تو اس کو چار پانی وغیرہ پرے جائیں۔ چار پانی کے چاروں پایوں کو چار آدمی ہاتھوں سے اٹھا کر اپنے کندھوں پر رکھ کر لے چلیں۔

۱۱ کسی ضرورت اور معدودی کے بغیر جنازے کو سواری سے لے جانا مکروہ ہے اور کوئی عذر ہو تو کسی کراہت کے بغیر جائز ہے۔

۱۲ جنازے کو ذرا تیز قدموں سے لے جانا مسنون ہے لیکن اس قدر تیز بھی نہیں کہ میت ٹھنڈے لگے۔

۱۳ جنازے کے پیچے کچھ چلانا مستحب ہے، اگرچہ آگے چلانا بھی جائز ہے، لیکن سارے لوگ آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے۔

۱۴ جنازے کے ساتھ جانیوالے جنازہ آثار نے سے پہلے نہ بیٹھیں، جنازہ آثار نے سے پہلے کسی عذر کے بغیر بیٹھنا مکروہ ہے۔

۱۵ جنازے کے ساتھ پیدل چلانا مستحب ہے اور اگر کوئی سواری پر ہو تو اس کو جنازے کے پیچے کچھ چلانا چاہیئے۔

۱۶ جنازے کے ساتھ چلنے والے بلند آواز سے کوئی ذکر اور دعا نہ کریں، اس لیے کہ بلند آواز سے جنازے کے ساتھ دعا اور ذکر وغیرہ مکروہ ہے۔

۱۶ جنازے کے ساتھ خواتین کا جانا حکم وہ تحریکی ہے۔

جنازے کو کندھا دینے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے جنازے
کا اگلا پایا اپنے داہمنے کندھے پر آٹھا کر کم از کم دس قدم چلنے پھر
پچھلا پایا اپنے داہمنے کندھے پر آٹھا کر اسی طرح کم از کم دس قدم
چلنے پھر پچھلا پایا اپنے بائیں کندھے پر آٹھا کر کم از کم دس قدم چلنے،
اسی طرح جنازہ نے کر چلتے کی مقدار کم از کم چالیس قدم ہو جائیگی۔

دفن کے مسائل

۱ میت کو دفن کرتا فرض کفایہ ہے، جس طرح غسل دینا اور
نماز جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے۔

۲ قبر کی لمبائی میت کے قد کے مطابق ہونی چاہئیے اور
گھرائی میت کے قد سے آدمی ہونی چاہئیے۔ سیدھی قبر کے مقابلے
میں بغلی قبر زیادہ بہتر ہے، ہاں اگر زینب ایسی فرم ہو کہ قبر بیٹھ جانے
کا اندر لیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھو دی جائے۔

۳ میت کو قبر میں آتا رہے وقت جنازے کو قبر سے قبل کی
جانب سکھا جائے اور آتا رہے والے قبلہ روکھڑے اور کوئی میت کو قبر میں آتا رہیں
۴ میت کو قبر میں رکھتے وقت "بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ

"رسُولِ اللَّهِ" کہنا مستحب ہے۔

۵ میت کو قبر میں رکھنے کے بعد داہمنے پہلو پر قبلہ رخ کر

لہ حدیث میں ہے کہ جو شخص جنازے کا آٹھا کر چالیس قدم چلنے۔ اسکے چالیس
بکریہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

دینا مسنون ہے۔

④ عورت کی میت کو قبر میں رکھتے وقت پر دہ کرنا مستحب ہے اور اگر میت کا بدن کھل جانے کا اندر شیر ہو تو پھر پر دہ کرنا واجب ہے۔

⑤ قبر میں مٹی ڈالنے کی ابتداء سرہانے کی طرف سے کرنا مستحب ہے۔ ہر آدمی اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈالے۔ پہلی بار مٹی ڈالے تو ہے، وَمِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ۔

دوسری بار مٹی ڈالے تو ہے، وَفِيهَا نُعِيَّدُكُمْ۔

تیسرا بار مٹی ڈالے تو ہے، وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَائِيَةً أُخْرَى
⑥ دفن کر دینے کے بعد محوڑی دیر تک قبر پر پھرے رہنا اور میت کے لیئے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن پاک کی تلاوت کر کے ثواب پہنچانا مستحب ہے۔

⑦ قبر پر مٹی ڈالنا، اس کے بعد قبر پر پانی چھپنا مستحب ہے۔

⑧ قبر پر کوئی ہری شاخ لگادینا مستحب ہے، حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہری ٹہنی کے دو حصے کئے اور دونوں قبروں پر رکھ دیئے، اور فرمایا جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں گے، میت کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

⑨ ایک قبر میں ایک، ہی میت دفن کرنا چاہیے لیکن ضرورت کے وقت ایک سے زیادہ بھی دفن کی جاسکتی ہیں۔

⑩ قبر پر زینت اور آلام کے لیئے عمارت، گنبد اور قبة

وغیرہ بنانا حرام ہے۔

(۱۳) اگر کوئی شخص جہاز کشٹی میں پانی کا سفر کرتے ہوئے فوت ہو جائے، اور وہاں سے خشکی کا فاصلہ اتنا زیادہ ہو کہ میت کو روکے رکھنے میں نعش کے خراب ہو جانے کا اندریشہ ہو تو پھر میت کو غسل اور کفن دے کر اور نماز جنازہ پڑھ کر دریا یا سمند کے حوالے کر دینا چاہیے۔ ہاں اگر خشکی قریب ہو تو پھر میت کو روکے رکھنے اور زمین ہی میں دفن کریں۔

تعزیت

میت کے گمراہوں کو سبر و شکر کی تلقین کرنے، تسلی اور تشقی کے کلمات بہنے، ہمد وی اور غمگاری کا اظہار کر کے ان کا علم غلط کرنے اور میت کے حق میں دعائے مغفرت کرنے کو تعزیت بھتنے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس کا اہتمام فرماتے اور مسلمانوں کو بھی اس کی ترغیب دیتے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے اسکے لیئے ویسا ہی اجر ہے جیسا کہ خود مصیبت زدہ کیلئے ہے“
اور حضرت معاذ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں، کہ ان کے لڑکے کا انتقال ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ تعزیت نامہ سخوا کر دیجا تھا۔

نبی کریم کا تعزیت نامہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے معاذ بن جبل کے
لئے جامع ترمذی۔

نام۔

سلام علیک

”میں پہلے تمہارے سامنے خدا کی حمد و شاکر تا ہوں، جس کے سوا کوئی معبد نہیں، پھر دعا کرتا ہوں کہ خدا تم کو اس صدمے پر عظیم اجر سے نوازے اور تمہیں صبر برداشت کی قوت بخشنے، اور تمہیں اور تمہیں شکر کی توفیق دے، واقعہ یہ ہے کہ ہماری جانیں ہمارے مال اور ہمارے اہل و عیال، خدا کے مبارک عطیے ہیں، اور ہمارے پاس اس کی پرد کردہ امانتیں ہیں، خدا نے جب تک چاہا، تمہیں ان نعمتوں سے عیش و مسرت کے ساتھ مستفیض ہونے کا موقع بخشنا اور جب اس نے چاہا ان امانتوں کو واپس لے لیا اور اس کے صلے میں عظیم اجر بخشنے لگا۔ یعنی اپنی خصوصی عنایت، رحمت اور ہدایت سے تم کو نوازے گا اور تمہرے رفقاء الہی اور اجر آخرت کے لئے صبر کیا۔ پس صبر کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارا واویلا تمہارے اجر و ثواب کو غارت کرو اور پھر تم پچھتاو، اور یقین رکھو کہ آہ وزاری سے کوئی مرا ہوا واپس نہیں آتا اور نہ اس سے غم و اندرونہ دور ہوتا ہے، اور جو حکم نازل ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے، بلکہ ہو چکا ہے۔“

لہ مجمع بیگر۔

ایصالِ ثواب

ایصالِ ثواب کے معنی

ایصالِ ثواب کے معنی میں ثواب پہنچانا، اور اصطلاح میں ایصالِ ثواب سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے نیک اعمال اور عبادات کا اجر و ثواب اپنے کسی عزیز اور محسن میت کو پہنچانے کی نیت کرے۔

تمام فعل عبادات چلہے وہ مالی ہوں، جیسے صدقہ و خیرات اور قربانی، یا بدفی ہوں۔ جیسے نماز روزہ، ان کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے، اور اپنے محسن اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو ایصالِ ثواب مستحب ہے۔ آپ کے بے پایاں احسانات اور غیر محمولی شفقت و عنایت کا بدلہ ادا کرنا تو ممکن ہی تھا۔ بندهُ مومن اسی کو اپنی سعادت سمجھے کہ اپنی عبادات کا اجر و ثواب ہی بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو پہنچا دے، اور واقعی وہ شخص تو بڑا، اسی بد نصیب ہے جس کو زندگی میں ایک بار بھی یہ سعادت نصیب نہ ہو۔

ایصالِ ثواب کا طریقہ

ایصالِ ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنی جس عبادات کا ثواب کسی میت کو پہنچانا چاہے، اس سے فارغ ہو کر خدا سے دعا کرے کہ ”پروردگار میری اس عبادت کا اجر و ثواب فلان

لے امام مالک کے نزدیک صرف مالی عبادات کا اجر و ثواب میت کو پہنچتا
بدنی عبادات کا ثواب نہیں پہنچتا۔

میت کی روح کو پہنچا دے۔ خدا کے بے پایا فضل سے
تو قع ہے کہ وہ میت کو اس کا ثواب پہنچا دے گا۔“

ایصالِ ثواب کے مسائل

۱) ایصالِ ثواب کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ آدمی عبادت کرتے وقت ہی دوسرے کو ثواب پہنچا دے کی نیت لازماً کرے بلکہ بعد میں جب بھی آدمی چارے سے اپنی عبادت کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔

۲) جو شخص اپنی کسی عبادت کا اجر و ثواب کسی میت کو پہنچاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس میت کو بھی ثواب پہنچاتا ہے اور عبادت کرنے والے کو بھی محروم نہیں کرتا بلکہ اپنے بے پایا فضل سے اس کو بھی اپنی عبادت کا پورا اجر عطا فرماتا ہے، خدا کے اس بے حساب فضل و کرم کا تقابل ہے کہ بندہ مومن جب بھی کوئی نفل عبادت کرے اس کا اجر و ثواب صالحین کی روح کو بھی پہنچا دے۔

۳) اگر کوئی شخص اپنے کسی ایک عمل کا ثواب کئی مردوں کو پہنچائے تو وہ اجر ان میں تقسیم نہیں ہوتا بلکہ خدا اپنے فضل و کرم سے سب کو پورا پورا اجر عطا فرماتا ہے۔

۴) ایصالِ ثواب کے ان مسائل سادہ کے علاوہ اپنی طرف سے کچھ شرطیں بڑھانا، کچھ دونوں کو مخصوص کر کے شرعی احکام کی طرح ان کی پابندی کرنا، اور ان کی بنیاد پر مسلمانوں میں گروہ بندی کرنا سخت معیوب ہے۔ جو اتباع حق کا جذبہ رکھنے والے مومنوں کے لیے ہرگز زیبا نہیں۔